از ڈاکٹر محمد حنیف صاحب
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ دینیات
اسلامیہ کالج پشاور

حضرت مولانا محمد عبدالخالق مدظلہ باجوڑی
ایک جیّد عالم و فاضل شخصیّت

مولانا محمد عبدالخالق صاحب اُن خوش نصیب لوگوں میں شامل ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس دارِ فانی میں عمر دراز کے ساتھ اعمالِ صالحہ کی توفیق سے بھی نوازا ہے۔ آپ نے آج سے تقریباً سوا صدی پہلے اس دنیا میں آنکھ کھولی اور جب سے ہوش سنبھالا ہے اس وقت سے لے کر تادمِ ہذا اپنی ساری عمر گراں مایہ تعلیم و تعلّم، درس و تدریس، ذکر و فکر، اصلاحِ عقائد اور ردِّ بدعات میں گذاری۔

آپ اس زمانہ میں تحصیلِ علم کی خاطر دہلی تشریف لے گئے جب کہ دارالعلوم دیوبند کے اکابرِ علم ابھی زندہ تھے۔ ان کے فیوض و برکات سے ہر طرف فضا منوّر و معطر تھی اور دور دور سے طالبانِ حق آ آ کر ان کے چشمہ ہائے علم سے فیض یاب ہو رہے تھے۔ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو حضرت مولانا موصوف کو اس وقت کی ایک اہم تاریخی اور علمی یادگار کی حیثیت حاصل ہے۔ کیونکہ اس دور کے علماء میں سے آپ کے علاوہ شاید ہی کوئی اس وقت زندہ ہو۔

آپ کا اسمِ گرامی محمد عبدالخالق اور کنیت ابو عبداللہ ہے۔ اپنی جائے پیدائش "گواٹی" (باجوڑ) کی نسبت سے "گواٹی مولوی صاحب" کے نام سے مشہور ہیں اور اپنے موجودہ مسکن کٹکوٹ (باجوڑ) کی مناسبت سے "کٹکوٹ مولوی صاحب" کے نام سے بھی یاد کیے جاتے ہیں۔

آپ کے والد ماجد کا نامِ نامی مولوی سید امیر اور دادا کا نام حسام الدین تھا۔ اور آپ کا سلسلۂ نسب صوبہ سرحد کے مشہور بزرگ حضرت صالح محمد المعروف بہ دیوانہ بابا[1] کے ساتھ ملتا ہے۔ باجوڑ آپ کا آبائی وطن ہے۔ اور آپ کا خاندان عرصہ دراز سے علاقہ ماموند کے مشہور گاؤں "گواٹی" میں آباد ہے۔ آپ اس گاؤں میں مولوی سید امیر

---

[1] حضرت دیوانہ بابا ابتداء میں موضع جلبئی (صوابی) میں سکونت رکھتے تھے۔ بعدازاں بُنیر جا کر حضرت سید علی غواص ترمذی معروف بہ پیر بابا (المتوفی ۹۹۱ھ) کے حلقہ مریدین میں شامل ہو گئے۔ اور سلوک و طریقت کے تمام مراحل کامیابی کے

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار مولانا عبدالحق گوپالی کے شاگرد اور اپنے دور کے جید عالم تھے۔ مولانا عبدالخالق صاحب کی ابتدائی تعلیم و تربیت میں اپنے والد ماجد کے علاوہ جن علماء کرام نے حصہ لیا ان میں سے مولانا نصیرالدین المعروف بہ مارچو ملا صاحب، باجوڑ۔ دامان ملا صاحب ہزارہ، حسین جان ملا صاحب، ننگرہار، سوائی ملا صاحب باجوڑ اور مانڑہ گئی ملا صاحب باجوڑ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مذکورہ بالا اساتذہ کرام سے استفادہ کے بعد آپ نے مزید تحصیل و تکمیل کی خاطر ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔ وہاں جا کر آپ اس دور کی معروف درسگاہ مدرسۃ الاسلام دہلی المشہور بہ مدرسہ مولوی عبدالرب مرحوم سے وابستہ ہوگئے۔ اس زمانہ میں وہاں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (المتوفی ۱۲۹۷ھ - ۱۸۸۰ء) کے شاگرد رشید حضرت مولانا عبدالعلی دہلوی (المتوفی ۱۳۴۷ھ - ۱۹۲۸ء) صدر مدرس تھے۔ آپ کے علاوہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ (المتوفی ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۱ء) کے داماد و شاگرد حضرت مولانا محمد شفیع دیوبندی (المتوفی ۱۳۸۰ھ ۱۹۶۰ء) مولانا حکیم حجی محمد مظہر اللہ (المتوفی ۱۳۸۷ھ ۱۹۶۶ء) مولانا محبوب الٰہی (المتوفی ۱۳۹۱ھ ۱۹۷۱ء) اور مولانا عبدالوہاب

بقیہ حاشیہ ص کے ساتھ طے کرنے کے بعد اذن و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ (روحانی تڑون از عبدالحلیم اثر مطبوعہ منظور عام پریس پیشاور ۱۹۵ء، ص ۴۸۴)

آپ ایک زاہد و عابد اور مرتاض بزرگ تھے۔ ہر وقت جذب و استغراق کی حالت میں مست رہتے تھے اس وجہ سے "دیوانہ بابا" کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کا مزار علاقہ بنیر میں شل بانڈی کے مقام پر زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

تذکرہ نگار حضرات آپ کے نام کے بارے میں مختلف الرائے ہیں۔ مولوی میر احمد شاہ رضوانی نے آپ کا نام صالح محمد لکھا ہے۔ (تحفۃ الاولیاء مطبوعہ مفید عام پریس لاہور ۱۳۲۱ھ ص ۹) عبدالحلیم اثر آپ کا نام محمد صالح بتاتے ہیں (روحانی تڑون ص ۴۸۴) جب کہ روشن خان کا دعویٰ ہے کہ حضرت دیوان بابا کا اصل نام "جان خان" ہے۔ اور ان کے خیال میں آپ کو کسی اور نام سے موسوم کرنا سراسر غلط ہے (حواشی تواریخ حافظ رحمت خانی مطبوعہ شریف آرٹ پریس کراچی ۱۹۷۶ء ص ۶۱۳) چونکہ ان میں سے ایک نے بھی ماخذ کا ذکر نہیں کیا ہے۔ لہذا ان میں سے کسی ایک کے قول کو ترجیح دینا مشکل ہے۔ خان روشن خان کے بیان کے مطابق آپ قبیلہ یوسف زئی کی ذیلی شاخ عمر خیل سے تعلق رکھتے ہیں (حواشی ص ۶۱۳) موضع اکبر پورہ پیشاور کے مشہور ولی اللہ حضرت سید عبدالوہاب معروف بہ "اخوند پنجو بابا" المتوفی ۱۰۴۰ھ) حضرت دیوانہ بابا کے خالہ زاد بھائی تھے (تحفۃ الاولیاء ص ۹) اگرچہ دیوانہ بابا کی تاریخ وفات معلوم نہ ہوسکی تاہم مذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت موصوف دسویں صدی ہجری کے نصف آخر اور گیارہویں صدی ہجری کے اوائل میں علاقہ بنیر میں ارشاد و ہدایت کا فریضہ انجام دے چکے ہیں۔ واللہ اعلم

صاحب[1] جیسے نامور علمائے عظام مسند تدریس پر فائز تھے۔ مولانا عبدالخالق صاحب نے علوم متفرقہ کی کتابیں دیگر اساتذہ سے پڑھیں اور حدیث شریف کا دورہ حضرت مولانا عبدالعلی صاحب اور حضرت مولانا محمد شفیع صاحب کے حلقہ میں کیا ہے۔

۱۳۳۴ھ میں وہاں سے سند فراغت حاصل کر کے باجوڑ لوٹ آئے اور درس و تدریس کا مسند بچھا کر تشنگان علم کو سیراب کرنے میں مصروف ہو گئے۔ کچھ مدت یہاں گذارنے کے بعد علم تجوید کے بعض مسائل خصوصاً حرف "ضاد" کے تلفظ کے مسئلہ میں مقامی علماء کے ساتھ اختلافات پیدا ہو گئے۔ جس کے نتیجہ میں آپ نے ڈیورنڈ لائن کے اس پار جا کر بتاؤ کے مقام پر قیام اختیار کیا۔ وہاں تین سال گذارنے کے بعد موضع کٹکوٹ واپس آ گئے۔ تقریباً ۱ سال کے بعد دوبارہ بتاؤ چلے گئے۔ اور چار سال وہاں قیام کرنے کے بعد دوبارہ کٹکوٹ آ گئے۔ اس بار آپ نے مستقل سکونت اختیار کر کے مرکزی جامع مسجد میں درس و تدریس کا آغاز کیا۔ چونکہ آپ کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کا بہت چرچا ہو چکا تھا اس لئے دور دور سے طالبان حق یہاں جمع ہو کر مستفید ہونے لگے۔

علم و فضل مولانا عبدالخالق صاحب دیوبندی مکتب فکر سے وابستہ ایک متبحر اور جامع عالم ہیں اور علم تفسیر حدیث، فقہ، منطق، تجوید، فلسفہ اور ریاضی وغیرہ تمام علوم پر یکساں عبور رکھتے ہیں۔ مولانا موصوف کی خصوصیت یہ ہے کہ دیگر علوم کے علاوہ علم ریاضی میں آپ کو بڑی دستگاہ حاصل ہے۔ ریاضی میں آپ کی مہارت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے ریاضی کی بعض مشہور کتابوں پر حواشی بھی تحریر کئے ہیں۔

اخلاق و عادات اور زہد و تقویٰ آپ ایک فقیر طبع، صوفی منش، انتہائی متواضع، بے تکلف، ملنسار، مہمان نواز اور سادگی پسند بزرگ ہیں۔ آپ صبر و استقلال کے پیکر ہیں اور دینی معاملات میں ہر قسم کی تکلیف کا خندہ پیشانی کے ساتھ مقابلہ کرنے کا بے پناہ عزم و حوصلہ رکھتے ہیں۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بے حد پابند اور بدعات و رسومات کے سخت مخالف ہیں۔ اپنی تمام عمر عبادت و ریاضت، درس و تدریس، اصلاح عقائد، حسن عمل کی ترغیب اور دین متین کی اشاعت و حفاظت میں گزاری۔ آپ کے معتقدین کا دائرہ کافی وسیع ہے اور اپنے علاقہ میں بہت اثر و رسوخ کے مالک ہیں۔

---

[1] راقم الحروف حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب کی تاریخ وفات معلوم نہ کر سکا۔ البتہ مولانا ابوالحسن بن مولانا شاہ ابوالخیر مجددی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جناب مولانا مولوی عبدالوہاب صاحب تقسیم ہند کے بعد پاکستان تشریف لے گئے†۔ جانے سے پہلے عاجز کے پاس تشریف لائے وہی آخری ملاقات تھی۔ اور یہ معلوم نہ ہوا کہ کہاں قیام فرمایا رحمہ اللہ و رضی عنہ۔ ملاحظہ ہو مقامات خیر از مولانا ابوالحسن مطبوعہ دہلی ۱۳۹۲ھ طبع اول ص ۴۷۲-۴۷۳)

سلوک وطریقت اور بیعت جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ آپ کی طبیعت فقر ومسکنت کی طرف زیادہ مائل تھی۔ مگر چونکہ پیر کامل کی تلاش میں انتہائی حزم واحتیاط اور خوب تحقیق سے کام لیتے تھے۔ اس لئے اس سلسلہ میں کافی تگ ودو کے بعد بالآخر حضرت مولانا نجم الدین اخوندزادہ المعروف بہ "بڑے ملا صاحب" (المتوفی ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۲ء) کے ممتاز خلیفہ وجانشین حضرت پائندہ محمد المعروف بہ "استاد صاحب" کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ اور بعد ازاں طریقۂ قادریہ اور طریقہ نقشبندیہ دونوں میں اپنے پیر ومرشد کی جانب سے ماذون ومرخص ہوتے۔ اجازت نامہ کے الفاظ درج ذیل ہیں:۔

هوالله تعالیٰ شانهٗ

معلوم جمیع خاص وعام مردم باجوڑ وماموند بودہ باشد کہ مولوی صاحب گواٹی عبدالخالق نام از طرف بندہ اللہ جل شانہٗ ماذون ہر دو طریقہ مبارکہ یعنی قادریہ ونقشبندیہ است بنا بر صلاحیت وعلمیت برائے او اذن کردہ ام از برائے نفع مسلمانان۔ فقط والسلام

پائندہ محمد مشہور بہ استاذ ہڈہ[15]

حضرت مولانا صاحب سلوک وطریقت کے مروجہ طریق میں ہر کس وناکس کے داخل ہونے کے روادار نہیں بلکہ اس کے لئے کڑی شرائط کے قائل ہیں اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:۔

ہر کس کے ارادہ در طریقہ دارد اہم الامور او را علم شریعت است۔ کہ جاہل بامراد خود نہ رسد وبروی لازم است کہ نفس خود را بہ اخلاق حمیدہ متحلّی گرداند مثل توکل ویقین وزہد وورع وتقوٰی وعفت ومروت وفتوت ومجاہد ومکابدہ وریاضت وشوق وذوق ورغبت وہیبت وخوف وخشیت ورجاء وصفاء وطلب وارادہ ومحبت وحیاء وکرم وشجاعت وحلم وعفو ورحمت بہ خلائق وعلو ہمت وقصر امل وسرد کردن النفس از حب دنیا کہ "راس کل خطیئة" است وتوبہ کردن از جملہ معاصی واضداد اینہا اخلاق سیئہ

جو شخص کہ کوئی طریقہ (تصوف) اختیار کرنا چاہے تو اس کے لئے تمام امور کے مقابلہ میں زیادہ اہم شریعت کا علم حاصل کرنا ہے۔ اس لئے کہ جاہل اپنی مراد تک نہیں پہنچ سکتا اور اس پر لازم ہے کہ اپنے نفس کو اخلاق حمیدہ سے آراستہ کرے مثلاً توکل، یقین۔ زہد۔ ورع۔ تقوٰی۔ عفت مروت۔ فتوت۔ مجاہدہ۔ مکابدہ۔ ریاضت۔ شوق۔ ذوق رغبت۔ ہیبت۔ خوف۔ خشیت۔ رجاء۔ صفاء۔ طلب۔ ارادہ۔ محبت۔ حیا۔ کرم۔ شجاعت۔ حلم۔ عفو۔ مخلوق پر رحم کرنا۔ علو ہمت۔ قصر امل حب دنیا کو کم کرنا کیونکہ یہی ہر خطا کی اصل ہے۔ تمام گناہوں سے توبہ کرنا

---

[15] حضرت پائندہ محمد کے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ اجازت نامہ مولانا عبدالخالق کے فرزند اکبر مولوی عبداللہ کے پاس محفوظ ہے۔

اند۔ از اینہا احتراز تام ضرور بباید پس از تعمیل مذکور بہ طلب شیخ کامل شوید و دعا منقول از حضرت شیخ المشائخ عبدالقادرؒ بخوانند۔ "یا ربّ دُلّنی علی الصالحین من خلقک دُلّنی علی من یدُلّنی علیک یخبرُنی عما رای عیاناً الا تقلیداً۔"[1]

مذکورہ اوصاف کی ضد اخلاق سیئہ ہیں ان سے احتراز کلی اپنائے ان امور کو پورا کرنے کے بعد شیخ کامل کی تلاش کرے اور شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالقادر جو دعا منقول ہے اسے پڑھے (وہ دعا یہ ہے)

یا ربّ دُلّنی علی الصالحین من خلقک دُلّنی علیٰ من یدُلّنی علیک و یخبرنی عمّا راٰی عیاناً لا تقلیداً اھ

شیخ کامل کی تعریف کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:۔

پیری کہ در وی چیزی خلاف از شریعت می باشد آں را کامل گفتہ نہ شود . . . پس آں کس کہ جاہل و گمراہ باشد و از دین حنیفیہ مائل باشد۔ بہ چہ طور شمارا بہ مقام حقیقت می رساند و در پیر کامل ایں ہمہ شرط است کہ سلسلہ او بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسیدہ باشد و از پیر خود خلیفہ باشد پس ہرگاہ کہ بہ شروط مذکورہ کسے پیدا شود "و قلیل ما ہم" پس اتباع او می شود و لائق اقتدا باشد نہ آں کہ پیرزادہ و شیخ زادہ باشد و بغیر از شرائط مذکورہ طریقہ دہد خود گمراہ باشد و دیگراں را گمراہ می سازد فایاک عن طریقتہ[1]

وہ پیر جس میں شریعت کے خلاف کوئی بات ہو اسے کامل نہیں کہا جاسکتا . . . . . پس وہ شخص جو جاہل اور گمراہ ہو اور دین حنیف سے ہٹا ہوا ہو۔ وہ کس طرح تمہیں حقیقت کے مقام تک پہنچا سکے گا۔ کامل پیر میں یہ تمام باتیں شرط ہیں۔ کہ اس کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا ہوا ہو اور اپنے پیر کا خلیفہ ہو۔ پس مذکورہ شرائط کے مطابق اگر کوئی شخص ملے اور ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں پس اس کی پیروی کی جاسکتی ہے اور وہ لائق اقتدا ہے۔ اور وہ شخص نہیں جو (صرف) پیرزادہ اور شیخ زادہ ہو۔ اگر مذکورہ شرائط کے بغیر بیعت کراتا ہو وہ خود گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ بناتا ہے پس اس کے طریقہ سے دور رہو۔

نام نہاد پیروں اور مشائخ کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

بدآنکہ ای برادر و ارجمند! از سردار کونین پرسیدند کہ قیامت کدام وقت قائم شود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

جان لو اے بھائی اور اے سعادت مند لوگوں نے سردار کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب برپا ہوگی

---

[1] طریقۃ السلوک الی ملک الملوک از مولانا عبدالخالق ص ۲۔

جواب فرمودہ کہ

"اذا ضیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ،

فقیل کیف اضاعتھا قال علیہ السلام

اذا وسّد الامر الیٰ غیر اھلہ فانتظر"

یعنی امر دین چوں بہ غیر اہل خود سپردہ شود دراں وقت قیامت قائم شود پس ببیں و بگو بہ انصاف کہ بہ خلافت خلفاء راشدین مہدیّین حاکمان زمان نشستند و بہ قضا شریح و ابی یوسف قضاۃ الدہر ولایت دارند و بہ طریقہ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ و معروف کرخیؒ و جنید بغدادیؒ و ابی یزید بسطامیؒ وغیرہم قدس اسرارہم پیران جاہلان بدعتان الاف بزرگی می زنند پس امر دین بہ غیر اہل خود سپردہ شدہ دیانہ۔ احترام تام بہ نمایید ای برادران از پیران بدعتان جاہلان وقت رواجیان پیسہ ہا جمع کنان تاکہ در شبکہہائے ایشاں بندہ نشوید۔ الحذر الحذر [1]

پیغمبر صلعم نے جواب دیا کہ جب امانتیں ضائع ہونے لگیں تو قیامت کا انتظار کر لو۔ کہا گیا۔ امانت کیسے ضائع ہو گی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب اختیار نااہل کو سونپا جائے پس قیامت کے منتظر رہو یعنی جب دین کا معاملہ نااہل کو سپرد کیا جائے۔ تو قیامت بپا ہو گی۔ پس دیکھو اور انصاف سے کہو کہ موجودہ حاکم خلفائے راشدین مہدیین کے صحیح جانشین ہیں اور کیا زمانے کے قاضی حضرت شریحؒ۔ حضرت امام ابو یوسفؒ کی طرح قاضی بننے کا حق رکھتے ہیں اور جاہل بدعتی پیر جو بزرگی کی لاف زنی کرتے ہیں۔ کیا حضرت عبدالقادر جیلانی معروف کرخی۔ جنید بغدادی اور ابو یزید بسطامی کے طریقہ کے پیروکار ہیں۔ ایسے پیروں سے جو بدعتی۔ جاہل پیسہ جمع کرنے والے رواجی ہیں۔ تاکہ آپ ان کے جال میں جکڑنے نہ پائیں۔ بچو! بچو۔ ایسے لوگوں سے بچتے رہو۔

قلندران حقیقت بہ نیم جو نخرود
قبا اطلس آن کس کہ از ہنر عار یست [1]

رہروان طریق سلوک کو ذکر و فکر میں جذب و استغراق کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ای برادر! ہر وقت ذاکر و متفکر باش تاکہ در جمیع لطائف شما ذکر جاری شود۔ بلکہ کل بدن بہ ذکر گویا شود و از ہر گوشت و پوست و ہر موئے و از ہر سوی اللہ اللہ شنیدہ شود و فنا کلّی حاصل آید [2]

اے بھائی! ہر وقت ذکر و فکر میں مشغول رہو تاکہ تمہارے تمام لطائف میں ذکر جاری ہو جائے۔ بلکہ تمام بدن ذکر کرنے لگے۔ اور ہر گوشت و پوست اور ہر بال اور ہر طرف سے اللہ اللہ کا ورد سنا جائے۔ اور فنا کلی حاصل ہو جائے۔

انگریزوں کے خلاف جہاد اور جدوجہد آزادی

انیسویں صدی عیسوی میں جب برصغیر کے مسلمانوں نے

---

[1] طریقۃ السلوک ص ۳ [2] ایضاً ص ۲۷

انگریزوں کے خلاف جدوجہد کا آغاز کیا تو اس تحریک آزادی میں صوبہ سرحد کے مذہبی رہنماؤں بالخصوص شمالی علاقوں کے علماء و مشائخ کرام نے جو عظیم الشان کردار ادا کیا وہ تاریخ کے اوراق میں خود انگریزوں کے قلم سے محفوظ ہے شمالی محاذ کے مجاہدین میں سے حضرت عبد الغفور معروف بہ اخوند صاحب سوات (المتوفی ۱۲۹۴ھ ۱۸۷۷ء) حضرت مولوی عبد اللہ صاحب سوات، حضرت نجم الدین اخونزادہ معروف بہ ہدے ملا صاحب (المتوفی ۱۳۱۰ھ ۱۹۰۲ء) مولانا سعد اللہ صاحب معروف بہ سرتور فقیر بنیر، حضرت پالام ملا صاحب، دیر مولانا عبد الکریم معروف بہ بابڑے ملا صاحب باجوڑ النگار فقیر صاحب، مولانا احمد جان معروف بہ سنڈاکئی ملا صاحب سوات (المتوفی ۱۳۴۵ھ ۱۹۲۶ء) مولانا محمد قیصر المعروف بہ شرئی فقیر صاحب سوات (المتوفی ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۵ء) اور مولانا فضل واحد معروف بہ حاجی صاحب ترنگ زئی (المتوفی ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۷ء) وہ عظیم شخصیتیں ہیں جنہوں نے تاریخ کے اس نازک مرحلہ پر قوم کو قابل فخر قیادت فراہم کی اور اپنی قوت ایمانی کے زور سے ہر محاذ پر انگریز کے لاؤ لشکر اور توپ و تفنگ کے مقابلہ میں انتہائی بے جگری کے ساتھ لڑتے رہے۔ حضرت مولانا عبد الخالق صاحب اس لحاظ سے بھی بڑے خوش قسمت ہیں کہ انگریزوں کے خلاف سرحدی قبائل میں آپ کو نہ صرف تحریک چلانے کا موقعہ ملا بلکہ اس اسلامی جہاد میں مختلف محاذوں پر مجاہدانہ شرکت کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

__تصنیفات و تالیفات__ | حضرت مولانا صاحب کو خداوند تعالیٰ نے دیگر احسانات کے ساتھ ساتھ یہ توفیق بھی عنایت فرمائی کہ خود اپنی معلومات کو سپرد قلم کر کے محفوظ کر دیا ہے۔ آپ کے قلم کے رشحات آپ کے تبحر علمی، وسعت مطالعہ، مذہبی جوش و جذبہ، اخلاص و تقویٰ اور زبردست محنت و کاوش کے آئینہ دار ہیں۔ آپ نے جو کتابیں لکھی ہیں ان کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے:۔

۱۔ __غنیۃ القاری شرح الصحیح البخاری__ | یہ شرح عربی زبان میں لکھی گئی ہے اور چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول چھپ چکا ہے اور باقی پانچ جلدیں تاحال مخیر حضرات کی توجہ کی منتظر ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی نیک بخت کو اس کار خیر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۲۔ __طریقۃ السلوک الی ملک الملوک__ | یہ ایک مختصر مگر نہایت جامع رسالہ ہے۔ فارسی زبان میں لکھا گیا ہے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ اس کا موضوع سلوک و طریقت ہے۔ اور اس کی خوبی یہ ہے کہ طریقۂ قادریہ اور طریقۂ نقشبندیہ کے اذکار و اوراد کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ میرے نزدیک سلوک و تصوف کے شائقین اور راہ طریقت کو اختیار کرنے کے خواہشمند حضرات کے لئے اس رسالہ میں رہنما اصول اور نہایت مفید قواعد و ضوابط موجود ہیں۔

رسالہ کے آخر میں آپ نے اپنا شجرۂ طریقت قلم بند کیا ہے۔

۳۔ العصام الصارم | مولانا صاحب تجوید میں کافی مہارت و دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ نے اس موضوع پر عربی زبان میں ایک مختصر رسالہ تحریر کیا ہے جو ۱۳۷۹ھ میں منظور عام پریس پشاور میں چھپ چکا ہے۔

۴۔ حاشیہ شرح چغمونی | اس کا موضوع اور زبان عربی ہے۔ اس وقت قلمی شکل میں محفوظ ہے۔

۵۔ حاشیہ بدیع المیزان | اس کتاب کا موضوع منطق ہے اور عربی زبان میں لکھی گئی ہے اس کا ایک قلمی نسخہ مصنف موصوف کے پاس موجود ہے۔

۶۔ حاشیہ حمداللہ | جیساکہ نام سے ظاہر ہے علم منطق کی مشہور کتاب حمداللہ شرح سلم العلوم کا حاشیہ ہے۔ اس کی زبان بھی عربی ہے اور منطق کے طلباء کے لئے نہایت کارآمد اور مفید چیز ہے۔ کتاب کے آخر میں کاتب محمد عبدالدائم مرحوم کی یہ عبارت درج ہے۔

قد تمت الحاشية المباركة التى الفها سلطان الاذكياء وبرهان العلماء شيخ السنة و الصوفية قد اعطاه الله من العلوم كلها حظاً وافراً و قسطاً سابغاً لعل سكناته، و حركاته و اقواله، و افعاله، لله و فى الله ولا يخاف لومة لائم فى الله الجناب مولانا والدى و مرشدى ابا عبدالله محمد عبدالخالق فريد الدهر الباجوڑى ثم الكواتوى رحمه الله تعالى عليه

اولاد ذکور | مولانا عبدالخالق صاحب کی اولاد ذکور کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

زوجہ ۱۔ مولانا عبداللہ صاحب آپ کے فرزند اکبر ہیں ۱۳۴۷ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد بزرگوار سے استفادہ کے بعد صوبہ سرحد کی مشہور و معروف علمی درسگاہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں داخلہ لیا اور ۱۳۹۰ھ میں یہاں سے سند فراغت حاصل کی۔ بڑے خوش اخلاق اور اپنے علاقہ میں کافی اثر و رسوخ کے مالک ہیں۔

زوجہ ۲۔ مولانا عبدالرحیم صاحب۔ اپنے والد ماجد سے علمی فیض حاصل کیا۔ نہایت معزز، دیندار اور مذہبی جوش و جذبہ سے سرشار نوجوان ہیں۔

زوجہ ۳۔ مولوی عبدالعزیز صاحب۔ مولوی فاضل۔ فاضل دارالعلوم قاسمیہ پشاور۔ عبدالملک، عبدالسلام۔ عبدالوکیل۔ عبدالمومن۔ عبدالقادر اور عبدالحفیظ۔

چند مشاہیر فیض یافتہ شاگرد | کسی باکمال شخص کا صرف یہی کمال نہیں ہوتا کہ وہ خود کامل ہے بلکہ شخصیت کے کمال کا ایک بین ثبوت شخصیت سازی میں اس کی تاثیر ہوتی ہے۔ حضرت مولانا صاحب کے فیض صحبت، باطنی اثر اور علم و فضل نے سینکڑوں اشخاص کو زہد و تقوی کے ساتھ ساتھ درس و تدریس کا بلند مقام بھی عطا کردیا۔ اگرچہ ایسے

حضرات کی تعداد بہت زیادہ ہے ۔ مگر راقم الحروف جن حضرات کے نام معلوم کر سکا ہے ان میں سے چند قابلِ ذکر تلامذہ کی فہرست حسب ذیل ہے :-

۱- ڈاکٹر عبدالقادر سلیمان ۔ قندہار ۔ افغانستان
۲- پائندہ محمد فاضل دیوبند المعروف بہ کابل مولوی صاحب
۳- مولانا قمر صاحب مرحوم المعروف بہ جُورے مولوی صاحب ۔ سوات
۴- گھڑئی مولوی صاحب ۔ سوات
۵- مولانا فضل احمد مرحوم المعروف بہ موزو صاحب حق صاحب
۶- فضل کریم مولوی تحقی پشاور
۷- حمداللہ مولانا صاحب کتوزو ″
۸- شیخ الحدیث عبدالرحمٰن مولوی صاحب ۔ مردان
۹- شیخ الحدیث عبدالمنان مولوی صاحب ″
۱۰- فضل الرحمان مولوی صاحب ۔ دیر
۱۱- مولوی محمد معشوق مرحوم مروره افغانستان
۱۲- مولوی عبدالعزیز مرحوم چنار ۔ باجوڑ
۱۳- قاضی عبدالمتین مسکینی درہ ۔ جندول
۱۴- مولوی عبدالعزیز مرحوم ۔ قاضی بادین ″
۱۵- مولوی عبدالمجید کوری خیل ۔ ننگرہار افغانستان
۱۶- مولوی عبدالعزیز المعروف بہ چارمنگ مولوی صاحب گوجر
۱۷- غازی محمد گبرے باجوڑ
۱۸- عبیداللہ صافی سابق قاضی القضاۃ ۔ کابل
۱۹- مولوی عبدالخالق مرحوم دم کلے افغانستان
۲۰- عبدالدائم مرحوم باجوڑ
۲۱- مولوی عبدالحق ۔ ننگرہاری
۲۲- مولانا احمد نور، خار باجوڑ
۲۳- مولانا فضل کریم تحقی پشاور
۲۴- مولانا گل رحمٰن صاحب باجوڑ
۲۵- مولانا فضل کریم تحقی پشاور
۲۶- مولانا معز الرحمٰن صاحب المعروف بہ صاحب حق صاحب ۔ مرزا ڈھیر پشاور
۲۷- راقم الحروف کے والد ماجد محمد لطیف ساکن سمی ۔ باجوڑ
۲۸- مولوی عبدالغفار بریالے شہید قندہار افغانستان
۲۹- مولوی عبدالاحد ″ ″
۳۰- قاضی عبیداللہ خلوزو باجوڑ

واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

٭ ٭ ٭ ٭

کیپری پنکھے ——— گارنٹی شدہ ۔ جدید ڈیزائن
فون ۔ ۸۱۵۶۵
تیار کردہ :- اقبال انڈسٹریز رجسٹرڈ جی ٹی روڈ ۔ گوجرانوالہ